



۱۶ رجب المرجّب ۱۴۴۶ھ

17 جنوری 2025ء

اذیّت رسانی کی حُرمت

اور

ہماری حالت

(مع تذکرۂ سلطانِ اسلام سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ)

(تیسرا حصہ)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلس علماء نظامیہ پاکستان Follow our Account
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
Jamia Nizamia Rizvia Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَأَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

قَوۡلٌ مَّعۡرُوۡفٌ وَّمَغۡفِرَۃٌ خَیۡرٌ مِّنۡ صَدَقَۃٍ یَّتۡبَعُہَاۤ اَذًی ؕ وَاللّٰہُ غَنِیٌّ حَلِیۡمٌ ۔ [البقرۃ2:263]

بڑے لوگوں کو اپنے مفاد سے زیادہ دوسروں کی مَنفَعت عزیز ہوتی ہے، وہ خود تو مَشقّت برداشت کر لیتے ہیں، مگر دوسروں کو تکلیف نہیں دیتے... جب کہ عوام دوسروں کے فائدے پر اپنے نفع کو ترجیح دیتے ہیں، دوسروں کو ضَرَر سے بچانے کی فکر نہیں کرتے، بلکہ بے جا تکلیف دینے سے بھی باز نہیں آتے، مگر خود کو نقصان کا خدشہ ہو تو اُس سے بچاؤ کے لیے تمام وسائل بروئے کار لاتے ہیں۔

اگر حقیقت پسندانہ نظر سے دیکھا جائے تو یہ کہنا بے جا نہیں کہ انسان دوسروں کو نفع پہنچا کر اُن سے زیادہ اپنا بھلا کرتا ہے اور اُنھیں تکلیف سے بچا کر اُن سے زیادہ خود سے ضَرَر کو دُور کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوذر جُندُب غِفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا: تَدَعُ النَّاسَ مِنَ الشَّرِّ، فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ تَصَدَّقُ بِهَا عَلَى نَفْسِكَ۔ ”لوگوں کو ضَرَر پہنچانے سے بچو! یہ بھی ایک صدقہ ہے جو تم اپنی ذات پر کرتے ہو (دوسروں کو تکلیف نہ دے کر ایک گناہ سے بچتے ہو، یوں درحقیقت تم اپنے اُوپر مہربانی کرتے ہو)۔“ (صحیح بخاری، حدیث:2518)

اِس کے برعکس اگر کوئی شخص دوسروں کو تکلیف دینے سے باز نہ آئے تو وہ حقیقت میں اپنے ہاتھوں اپنی تباہی کا سامان کرتا ہے؛ کیونکہ اِس طرح وہ ایذائے مُسلِم کا سخت گناہ بھی اپنے سر لیتا ہے اور بہت مرتبہ اپنی کئی نیکیاں بھی برباد کر بیٹھتا ہے۔

خالقِ مہربان کا ارشادِ عالی شان ہے: قَوۡلٌ مَّعۡرُوۡفٌ وَّمَغۡفِرَۃٌ خَیۡرٌ مِّنۡ صَدَقَۃٍ یَّتۡبَعُہَاۤ اَذًی ؕ وَاللّٰہُ غَنِیٌّ حَلِیۡمٌ ۔ ”اچھی بات کہنا اور درگزر کرنا اُس خیرات سے بہتر ہے جس کے بعد دُکھ پہنچایا جائے اور اللہ تعالیٰ بے نیاز، بڑے حِلم والا ہے۔“ [البقرۃ2:263]

رجب المرجّب کے دوران وِصال پانے والی شخصیات میں ایک نمایاں نام جلیل القدر صحابیِ رسول، مدبّرِ اُمّت، سلطانِ اسلام، ابوعبد الرحمٰن سیدنا امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے اُمّتِ مسلمہ کو بہت نفع عطا فرمایا۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے قریبی ساتھی، مُعتمَد علیہ مُشیر اور کاتبِ وَحی رہے۔ خلفائے راشدین کے زیرِ سایہ مختلف اہم ذمہ داریاں انجام دیں اور ملکِ شام کے گورنر بنے۔ سمندری سفر کے ذریعے ہونے والے پہلے جہاد میں آپ ہی امیرِ لشکر تھے۔ شہادتِ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے چند ماہ بعد 41ھ میں سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت آپ کے سپرد کر دی، جس کے بعد تقریباً 20 سال تک پوری سلطنتِ اسلامیہ کے سلطان رہے۔

گزشتہ دو خطبات میں مسلمانوں کو بے جا تکلیف دینے کے حوالے سے کچھ باتوں کا تذکرہ ہوا تھا۔[1] آج بھی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکرِ خیر سے برکت لیتے ہوئے اِسی سلسلہ کو آگے بڑھایا جائے گا۔

---

[1] پہلا خطبہ پڑھنے کے لیے لنک پر کلک کریں: https://drive.google.com/file/d/1i0jQe69m9lwqbtma6AMQmm7aBBBrz567/view?usp=sharing
دوسرا خطبہ پڑھنے کے لیے لنک پر کلک کریں: https://drive.google.com/file/d/1po80R-y3-zAP6UzBPuVlLatGFwYVGJKt/view?usp=drive_link

لین دین میں اذیّت رسانی

ہر انسان کو اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے دوسروں کے ساتھ لین دین کرنا پڑتا ہے اور اِس کے بغیر زندگی گزارنا ممکن نہیں۔ دینِ اسلام کا حُسن ہے کہ اُس نے جس طرح مسلمانوں کو ربّ تعالیٰ کے حقوق اور اُس کی بندگی کا سلیقہ سکھایا ہے، یوں ہی بندوں کے حقوق اور اُن کے ساتھ برتاؤ کا قرینہ بھی تعلیم فرمایا ہے۔

معاملات میں اذیّت رسانی سے بچنا اتنا ضروری ہے کہ سیدنا ابو سعید سَعد خُدری رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم نے لین دین کے حوالے سے لوگوں کی مختلف حالتیں بیان کرکے فرمایا:

⇐ أَلَا وَخَيْرُهُمُ الْحَسَنُ الْقَضَاءِ الْحَسَنُ الطَّلَبِ۔ یعنی ”سُنو! لوگوں میں بہترین شخص وہ ہے جس نے دوسرے کا حق دینا ہو تو اچھے طریقے سے ادا کرے اور دوسرے سے اپنا حق لینا ہو تو عمدہ طریقے سے مُطالبہ کرے۔“

⇐ أَلَا وَشَرُّهُمْ سَيِّئُ الْقَضَاءِ سَيِّئُ الطَّلَبِ۔ ”خبردار! لوگوں میں بدترین وہ ہے جس نے دوسرے کا حق دینا ہو تو بُرے طریقے سے ادا کرے اور کسی سے اپنا حق لینا ہو تو نارَوا طریقے سے مُطالبہ کرے۔“ (جامع ترمذی، حدیث: 2191۔ المستدرک علی الصحیحین: 8543)

لمحۂ فکریہ: اگر ہم اپنے طریقہ کار پر غور کریں تو اندازہ ہوگا کہ بہت مرتبہ ہم لین دین میں دوسروں کو بے جا تکلیف دیتے ہیں اور یہ اِس قدر عام ہے کہ احساس بھی نہیں ہوتا۔ مثلاً:

⇐ قرض کی ادائیگی، ثمن کی سپردگی یا کسی بھی کام کا وعدہ کرکے اُسے پورا نہ کرنا شرعی واخلاقی تقاضوں کے بھی خلاف ہے اور اِس سے دوسرے فریق کو اذیّت بھی ہوتی ہے، مگر ہمارے معاشرے میں یہ ایک عام سی بات ہے۔

⇐ ایک شخص نے قرض، کرایہ یا کسی اور مدّ میں رقم ادا کرنی ہو اور وہ واقعی طور پر کسی مجبوری کی وجہ سے ادا نہ کر پائے تو طعنوں، دھمکیوں اور دیگر ذرائع سے اُسے پریشان کیا جاتا ہے، حالانکہ اگر وہ حقیقی طور پر مجبور ہے تو شرعاً مہلت کا مستحق ہے، نیز اُسے تنگ کرنے سے رقم بھی جلد نہیں مل سکتی۔

⇐ چیز خریدنے کا ارادہ نہ ہو، بس ایسے ہی شوقیہ طور پر دکان دار کا سر کھپاتے رہنا بھی تکلیف دہ امر ہے۔

⇐ اگر دو فریقوں کے درمیان خرید و فروخت یا کرایہ داری وغیرہ کا عقد نتیجہ خیز مرحلے تک پہنچ گیا ہو یعنی طے ہونے کے بالکل قریب ہو تو شریعتِ مطہرہ تیسرے فریق کو اجازت نہیں دیتی کہ وہ زیادہ رقم دے کر یا اپنا اثر و رسوخ استعمال کرکے اُن کا عقد خراب کرے اور وہ چیز لینے کی کوشش کرے[1]؛ کیونکہ ایسا کرنے سے پہلے فریقوں کو پریشانی لاحق ہو سکتی ہے... مگر ہمارے لیے شاید یہ مسئلہ نیا ہو؛ کیونکہ اذیّت رسانی کی یہ صورت آئے روز اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔

---

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: بہارِ شریعت، ج:2، ح:11، ص:723

⟸ لڑکے اور لڑکی والوں کے درمیان نکاح کی بات چیت نتیجہ خیز مرحلے تک پہنچ چکی ہو تو شرعی طور پر تیسرے فریق کو ٹانگ اٹکانے کی اجازت نہیں؛ تاکہ دونوں خاندانوں کے لیے آزار کا سبب نہ ہو، مگر معاشرے میں یہ صورت بھی معمول بنتی جارہی ہے۔

⟸ لوگوں کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جو لین دین میں پورا حق نہیں دیتی، مختلف طریقوں سے دوسروں کے حق میں کمی کرتی ہے۔ جیسے: ناپ تول میں ڈنڈی مارنا... اچھی چیز کے پیسے لے کر گھٹیا چیز فراہم کرنا... یا بیچنے والے / کرایہ پر دینے والے کو پوری رقم نہ دینا۔ اِن سب صورتوں میں جب حق والے کو اِس بد دیانتی کا پتا چلتا ہے تو اُس کی سخت دل آزاری ہوتی ہے، یوں انسان دھوکا دینے کے ساتھ ساتھ بے جا دل دُکھانے کا گناہِ کبیرہ بھی اپنے سر لیتا ہے۔

⟸ تاجر حضرات گاہک کو مطمئن کرنے کے لیے جھوٹی قسم اُٹھانے سے گریز نہیں کرتے، حالانکہ اِس سے جہاں دوسرے مسلمانوں کو تکلیف ہوتی ہے وہاں کاروبار والے کے کام سے برکت کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے۔

معاملات درست نہ کرنے والوں کا حشر: معاملات میں مسلمانوں کو اذیّت وتکلیف پہنچانے کا انجام اِس قدر بُرا ہے کہ سلطانِ اسلام سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا عبد الرحمٰن بن شِبْل رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا کہ آپ نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو مبارک ارشادات سُنے ہیں اُن میں سے کچھ لوگوں کو سکھایئے! چنانچہ اُنھوں نے لوگوں کو جمع کر کے مختلف احادیثِ طیبات سنائیں، جن میں ایک یہ بھی تھی: إِنَّ التُّجَّارَ هُمُ الْفُجَّارُ۔ "بلاشبہ تاجِر ہی نافرمان ہیں۔" صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یارسول اللہ، صلّی اللہ علیک وسلّم! (تاجر کیوں فاجر ونافرمان ہیں) کیا اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال اور سُود کو حرام نہیں قرار دیا؟ ارشاد فرمایا: بَلٰى! وَلٰكِنَّهُمْ يَحْلِفُوْنَ وَيَأْثَمُوْنَ۔ یعنی "کیوں نہیں! (اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال اور سُود کو حرام کیا ہے) لیکن وہ جھوٹی قسمیں اُٹھاتے ہیں۔"

(مصنف عبد الرزاق، ج:10، ص:12، رقم:20495۔ مسند احمد، حدیث:15669۔ شعب الایمان، حدیث:4503، رجالہ ثقات)

سیرتِ سیدنا معاویہ: معاملات میں دیانت داری اور سچائی کا سلیقہ سلطانِ اسلام سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سیکھنا چاہیے! آپ کی امانت کے لیے یہی کافی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو وحی لکھنے کے لیے مقرر فرمایا اور آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبانِ حق ترجمان سے آپ کے امین ہونے کی گواہی دی۔

سیدنا عبد اللہ بن بُسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی معاملے میں سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سے مشورہ طلب فرمایا۔ اُنھوں نے عرض کی: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ۔ یعنی اللہ تعالیٰ اور اُس کی عطا سے اُس کے محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ جانتے ہیں۔ امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُدْعُوْا لِيْ مُعَاوِيَةَ! یعنی "مُعاویہ کو میرے پاس بلاؤ!" جب وہ بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أَشْهِدُوْهُ أَمْرَكُمْ، أَحْضِرُوْهُ أَمْرَكُمْ؛ فَإِنَّهٗ قَوِيٌّ أَمِيْنٌ۔ یعنی "معاویہ کو اپنے معاملے میں شریک کرو؛ بلاشبہ وہ طاقت وَر بھی ہے اور امانت دار بھی ہے۔" (مسند البزار، ج:8، ص:433، رقم:3507۔ تاریخ مدینۃ دمشق، ج:59، ص:86)

حدیثِ پاک میں دیانت داری کا سبق بھی ہے اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بدزبانی کرنے والوں کے لیے تنبیہ بھی۔

زبان کے ذریعے اذیّت رسانی

زبان اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ بہت بڑی نعمت ہے، حقیقی طور پر اِس کی قدر وہی جانتا ہے جو اِس نعمت سے محروم ہے۔ کسی بھی نعمت کا غلط استعمال انسان کے لیے سخت نقصان کا باعث بنتا ہے... یوں ہی بیشتر لوگ نعمتِ لسان کی قدر نہیں کرتے اور اپنی زبان کو غلط استعمال کرکے دوسروں کو تکلیف دیتے ہیں، یہ ناقدر شناسی و ناشکری دُنیا و آخرت میں اُن کی تباہی کا سبب بن سکتی ہے۔

سیدنا ابوہریرہ اور سیدنا بلال بن حارث مُزَنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جانِ جاناں ﷺ نے ارشاد فرمایا:

❖ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِّضْوَانِ اللهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَرْفَعُ اللهُ بِهَا دَرَجَاتٍ۔[1] یعنی "یقیناً بندہ رِضائے الٰہی کا کوئی کلمہ کہہ دیتا ہے، جس کی اُسے پرواہ نہیں ہوتی (اُسے اندازہ نہیں ہوتا کہ جو بات مَیں کہہ رہا ہوں یہ بارگاہِ ربّ العزّت میں کتنی عظیم الشان ہے)، اللہ تعالیٰ اُس کلمہ کی برکت سے اُس کے حق میں یہ لکھ دیتا ہے کہ مَیں ملاقات کے دن تک (ہمیشہ کے لیے) اِس سے راضی ہوں اور اُس کے درجات بلند فرما دیتا ہے۔"

❖ وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ۔[2] یعنی "بلاشبہ بندہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی والی کوئی بات کہہ بیٹھتا ہے، اُس کی پرواہ نہیں کرتا، سزا یہ ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ملاقات تک کے لیے اُس سے ناراض ہو جاتا ہے اور وہ بندہ جہنم میں جا گرتا ہے۔" (صحیح بخاری، حدیث:6478)

لمحۂ فکریہ: ہم اپنی زبانوں کا غلط استعمال کرتے ہیں یا صحیح؟ اِس کا جواب معاشرے کے رویّوں سے لگایا جا سکتا ہے، مثلاً:

بات کاٹنے سے اذیّت: بہت سے لوگوں کو زیادہ بولنے کی عادت ہوتی ہے، وہ اپنی عادت سے مجبور ہو کر بے جا بول پڑتے ہیں جس سے دوسروں کی دل آزاری ہوتی ہے۔ جیسے کہ ایک شخص گفتگو کر رہا ہو اور دوسرا اُس کی بات مکمل ہونے سے پہلے اپنی بات شروع کر دے۔

سرگوشی سے اذیّت: گفتگو کے ذریعے دل دکھانے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ کسی نشست میں اِس طرح سرگوشی کی جائے کہ دوسرا شخص اُس میں اپنے لیے خطرہ محسوس کرے۔

مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کے ارشادِ گرامی کا مفہوم ہے کہ "دو افراد تیسرے کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں۔" مزید فرمایا: فَإِنَّ ذٰلِكَ يُؤْذِي الْمُؤْمِنَ وَاللهُ عزّوجلّ يَكْرَهُ أَذَى الْمُؤْمِنِ۔ "کیونکہ اِس سے مسلمان کو تکلیف ہوتی ہے اور مسلمان کی اذیّت اللہ تعالیٰ

---

[1] وفی روایۃ سیدنا بلال بن الحارث المُزَنِیّ مرفوعًا: فَيَكْتُبُ اللهُ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ إِلٰى يَوْمِ يَلْقَاهُ۔ (سنن الترمذی، رقم الحدیث:2472)

[2] وفی روایۃ سیدنا بلال: فَيَكْتُبُ اللهُ عزوجل عَلَيْهِ بِهَا سُخْطَهُ إِلٰى يَوْمِ يَلْقَاهُ۔ (أیضًا)

کو ناپسند ہے۔" (جامع ترمذی، حدیث:2825) مومن کی اذیّت اتنی بڑی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے پسند نہیں فرماتا!

گالی سے اذیّت: ہمارے معاشرے میں گالی دینا بہت عام ہوتا چلا جارہا ہے، بعض بے حیا لوگ تو مزاح میں بھی گالیاں بک رہے ہوتے ہیں، حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے منافق کی نشانیوں میں سے ایک یہ ارشاد فرمائی: وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔ یعنی "جب اُس کا جھگڑا ہو تو گالیاں دیتا ہے / ناحق بات کہتا ہے۔" (صحیح بخاری، حدیث:2459)

طنز سے اذیّت: کسی کی اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ اُسے تنہائی میں خیر خواہانہ انداز سے سمجھایا جائے، یہ بہت اچھی بات ہے اور سننے والے کو اِس سے اپنی اصلاح کرنی چاہیے... لیکن اگر کسی شخص کی غلطی پر اُسے طَنْز وتَمَسْخُر کے انداز میں تنبیہ کی جائے تو یہ طریقہ بہت تکلیف دہ ہوتا ہے اور عموماً اِس طرح سننے والے کی اِصلاح بھی نہیں ہو پاتی۔

سیدنا معاویہ بن حَکَم سُلَمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مرتبہ نماز میں غلطی ہوئی، رحمتِ عالَم ﷺ نے اُنھیں اتنے پیار بھرے لہجے میں سمجھایا کہ وہ کہا کرتے: فَبِأَبِي هُوَ وَأُمِّي! مَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِنْهُ۔ میرے ماں باپ حضور پر قربان! مَیں نے اتنے حسین انداز سے سکھانے والا نہ آپ ﷺ سے پہلے کوئی دیکھا نہ آپ کے بعد۔ (صحیح مسلم، حدیث:537)

مزاح میں اذیّت: بہت مرتبہ لوگ کسی کو سخت اذیّت پہنچاتے ہیں، بعد میں آرام سے کہہ دیتے ہیں: مَیں تو مزاح کر رہا تھا۔ یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ مزاح جائز ہے، مگر تب جب کہ اُس میں جھوٹ، کسی کی دل آزاری اور بدتمیزی وغیرہ نہ ہو۔

مسلمانوں کا بے جا مذاق اُڑانے والے کو روزِ حشر ذلیل کیا جائے گا۔ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ارشادِ نبوی کا مفہوم ہے: "بلاشبہ لوگوں کا مذاق اُڑانے والے کے لیے جنّت کا دروازہ کھول کر (بطورِ سزا) کہا جائے گا: هَلُمَّ! هَلُمَّ! آجاؤ! آجاؤ! وہ مصیبت و غم کا مارا آئے گا تو دروازہ بند کر دیا جائے گا۔" فرمایا: فَمَا يَزَالُ كَذٰلِكَ، حَتّٰى إِنَّ الرَّجُلَ لَيُفْتَحُ لَهُ الْبَابُ، فَيُقَالُ لَهُ: هَلُمَّ هَلُمَّ! فَمَا يَأْتِيهِ مِنَ الْإِيَاسِ۔ یعنی "اُس کے ساتھ (مذاق اُڑانے کی سزا میں) کئی بار اِسی طرح کیا جائے گا، حتّٰی کہ اُس کے لیے دروازہ کھول کر کہا جائے گا کہ آجاؤ! تو وہ مایوس ہو جانے کی وجہ سے نہیں آئے گا۔"

(شعب الإیمان، ج:9، ص:109، حدیث:6333، مکتبۃ الرشد، إسنادہ حسن۔ الصمت وآداب اللسان لابن أبي الدنیا، حدیث:285)

بُرے نام سے اذیّت: یہ عادتِ بد بھی کثیر ہے کہ دوسروں کو ایسے ناموں سے پکارا جاتا ہے جن سے اُن کا دل دُکھتا ہے، مثلاً لمبو، کالُو، موٹُو۔ قرآنِ حکیم نے ایسے نام رکھنے سے واضح طور پر منع فرمایا ہے۔ [الحجرٰت 49:11]

گناہ پر عار دلانے سے اذیّت: جب انسان کسی گناہ کو چھوڑ دیتا ہے اور اُس سے سچی توبہ کر لیتا ہے تو ربِّ کریم اُسے معاف فرما دیتا ہے، اب اُسے پرانا جُرم یاد دلا کر شرمندہ کرنا سخت گناہ ہے۔ یوں ہی بعض لوگ غصّے میں یا اِظہارِ نفرت کے لیے کہہ دیتے ہیں: "فلاں جنّت میں نہیں جا سکتا"، یہ بھی نہایت خطرناک جملہ ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مالکِ رقابِ اُمم ﷺ سے روایت کیا کہ بنو اسرائیل میں ایک شخص نے دوسرے کو کہا: "قسم بخدا! اللہ تعالیٰ تیری مَغفرت نہیں فرمائے گا" یا "قسم بخدا! اللہ تعالیٰ تجھے جنّت میں داخل نہیں کرے گا"۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتہ بھیجا، اُس نے دونوں کی جان نکال لی (علمِ الٰہی میں اُن کی موت کے لیے یہی وقت مقرر تھا)۔ وہ بارگاہِ ربّ العزت میں پیش ہوئے تو ربِّ کریم نے گناہ گار کو فرمایا: اِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِيْ! "جا! میری رحمت سے جنّت میں چلا جا!" اور دوسرے کو فرمایا: أَكُنْتَ بِيْ عَالِمًا؟ أَكُنْتَ عَلٰى مَا فِيْ يَدِيْ قَادِرًا؟ یعنی "کیا تُو میرے (فیصلے کے) بارے میں جانتا تھا؟ میرے پاس جو (رحم و کرم) ہے، کیا تُو اُس پر قادر تھا (مجھے اُس سے روک سکتا تھا)؟" پھر فرشتوں کو فرمایا: اِذْهَبُوْا بِهٖ إِلَى النَّارِ! "اِسے جہنّم میں لے جاؤ!" ارشاد فرمایا: فَوَالَّذِيْ نَفْسُ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهٖ، لَتَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَوْبَقَتْ دُنْيَاهُ وَآخِرَتَهُ۔ "اُس ربّ کی قسم، جس کے قبضۂ قدرت میں ابو القاسم ﷺ کی جان ہے! اُس نے ایک ایسا جملہ کہا جس نے اُس کی دُنیا و آخرت کو تباہ کر دیا۔" (مسند احمد، حدیث: 8292۔ سننِ ابو داؤد، حدیث: 4901)

شماتت سے اذیّت: زندگی کے حالات بدلتے رہتے ہیں، جب کوئی مسلمان پریشانی / مصیبت میں مبتلا ہو تو اُس کی مصیبت پر ہنسنا اُس کے لیے مصیبت سے بھی بڑا دکھ بن جاتا ہے۔

سیدنا واثلہ بن اَسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ معلّمِ اعظم ﷺ نے فرمایا: لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِأَخِيْكَ فَيَرْحَمَهُ اللهُ وَيَبْتَلِيَكَ۔ یعنی "اپنے مسلمان بھائی کی (دینی یا دُنیاوی) مصیبت پر خوشی کا اظہار مت کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ اُس پر رحم فرمائے گا اور تمہیں مصیبت میں مبتلا فرما دے گا۔" (جامع ترمذی، حدیث: 2506)

دیگر ذرائع سے اذیّت: زبان کے ذریعے اذیّت رسانی کی اور بھی بہت سی صورتیں عام ہیں، جیسا کہ بے جا لعنت کرنا... چغل خوری کرنا (فساد پھیلانے کے لیے اِدھر کی بات اُدھر اور اُدھر کی بات اِدھر پہنچانا) اور بغیر شرعی ثبوت کے کسی کو جھوٹا، بد دیانت، چور اور رشوت خور وغیرہ کہہ کر دل دُکھانا۔

بدترین اذیّت: نعمتِ لسان کی اِس سے بڑی ناشکری کیا ہو گی کہ انسان اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی زبان سے اُس کے پیاروں کے بارے میں بے ہودہ کلمات کہے... خصوصًا سیدنا امیر معاویہ یا دیگر صحابۂ کرام و اہلِ بیتِ عِظام رضی اللہ عنہم کے بارے میں زبان درازی کرے! اپنی "زبان دانی" یا "تحقیق کی فراوانی" سے اُن حضرات کو اذیّت پہنچائے جن کے جنّتی ہونے کا اعلان ربّ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے!

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: اہلِ صِفّین (سیدنا علی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے لشکروں) سے متعلق آپ کیا کہتے ہیں؟ فرمایا: تِلْكَ دِمَاءٌ طَهَّرَ اللهُ يَدَيَّ مِنْهَا، فَلَا أُحِبُّ أَنْ أَخْضِبَ لِسَانِيْ فِيْهَا۔ یعنی "اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کرم فرماتے ہوئے اُن کی خون ریزی سے میرے ہاتھوں کو پاک رکھا ہے، لہٰذا اُن کے متعلق (کوئی نازیبا بات کہہ کر) مَیں اپنی زبان آلودہ نہیں کرنا چاہتا۔

(حلیۃ الأولیاء، ذکر طوائف من جماھیر النساك والعباد، ج: 9، ص: 114)

اذیّت رسانی سے بچنے کا طریقہ... قدرتِ الٰہیہ کا احساس

"خوفِ الٰہی" اور "قدرتِ الٰہیہ کا احساس" ایسی عظیم نعمتیں ہیں جو مسلمانوں کو بے جا تکلیف پہنچانے سمیت تمام گناہوں سے روکتی ہیں اور "بے خوفی" وہ آفت ہے جسے بجا طور پر تمام برائیوں کی جڑ کہا جا سکتا ہے۔ جب بندہ باری تعالیٰ کی قدرت پر غور کرتا ہے اور اپنے دل میں یہ شعور بیدار کرتا ہے کہ "وہ ہر وقت مکمّل طور پر اپنے مالک کے تصرّف میں ہے اور ربّ تعالیٰ جب چاہے، جیسے چاہے اُس کی حالت کو تبدیل فرما سکتا ہے" تو وہ ایذائے مسلِم یا کسی بھی گناہ کا خیال آتے ہی یہ سوچ کر باز رہتا ہے کہ اگر ربِّ کریم نے اِس جُرم پر میری گرفت فرمائی تو کیا کروں گا! یوں اللہ تعالیٰ کا کرم ہوتا ہے اور انسان گناہوں سے بچتے ہوئے بھلائیوں میں آگے بڑھتا ہے۔

یہ شعور بیدار فرمانے کے لیے ربّ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں جابجا اپنی قُدرت و طاقت کا ذکر بھی فرمایا ہے اور وہ وقتاً فوقتاً اپنی قُدرت و قوّت کے جلوے دکھاتا بھی ہے۔

اِس وقت امریکی ریاست کیلیفورنیا (California) کے سب سے زیادہ آبادی والے شہر لاس اینجلس (Los Angeles) میں لگی ہوئی تباہ کُن آگ بھی ربّ تعالیٰ کی قدرت کا اِظہار ہے۔ دُنیا کو اپنی مٹھی میں بند کرنے کی خواہش رکھنے والے امریکہ کی پوری انتظامیہ تمام تر جدید ٹیکنالوجی کے باوجود آگ، بلکہ حقیقت میں ربّ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے مکمل طور پر بے بس ہے۔ 40 ہزار ایکڑ سے زیادہ رقبہ جل کر راکھ ہو چکا ہے، 12 ہزار سے زائد عمارتیں تباہ ہو چکی ہیں، نقصان کا ابتدائی تخمینہ 275 ارب ڈالر ہے، لاکھوں افراد متأثر ہیں اور تاحال انتظامیہ کی طرف سے یہ وارننگ ہے کہ تیز ہواؤں کے سبب آگ مزید پھیل سکتی ہے۔

اِس قدرتی آفت میں اگرچہ وہ لوگ مبتلا ہیں جن کے ہاتھ لاکھوں بے گناہ مسلمانوں کے خون سے رنگین ہیں، خصوصاً اگر اِسے غزہ میں ہونے والے اسرائیلی ظلم و بربریّت کی حمایت کا بدلہ کہا جائے تو ہرگز بے جا نہیں؛ کیونکہ مکافاتِ عمل کا اُصول برحق ہے اور ہر دَور میں ربّ تعالیٰ فوری طور پر یا کچھ مہلت کے بعد ظالموں کو ایسے عبرت ناک انجام سے دوچار فرماتا رہا ہے... مگر اِس صورتِ حال میں ہمارے لیے بھی عبرت ہے کہ ہم بھی مسلمانوں کو بے جا تکلیف دینے سمیت ہر طرح کے گناہوں سے باز رہیں۔

ربّ تعالیٰ نے قدرت کی ایسی نشانیوں سے عبرت حاصل کرنے کا سبق دیتے ہوئے فرمایا: وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ[1] اِلَّا تَخْوِيْفًا۔

"اور ہم (لوگوں کو عذاب سے) ڈرانے کے لیے ہی نشانیاں بھیجتے ہیں۔" [بنی اسراءیل 17:59]

بہت نالائق ہیں وہ لوگ جو قدرت کی کھلی نشانیاں دیکھیں، مگر اُن سے عبرت حاصل نہ کریں۔

---

[1] أَيْ بِالْاٰيٰتِ الْمُقْتَرِحَةِ اِلَّا تَخْوِيْفًا مِنْ نُزُوْلِ الْعَذَابِ الْمُسْتَأْصِلِ، فَإِنْ لَمْ يَخَافُوْا نَزَلَ... أَوْ بِغَيْرِ الْمُقْتَرِحَةِ كَالْمُعْجِزَاتِ وَاٰيٰتِ الْقُرْآنِ اِلَّا تَخْوِيْفًا بِعَذَابِ الْآخِرَةِ، فَإِنَّ أَمْرَ مَنْ بُعِثَتْ إِلَيْهِمْ مُؤَخَّرٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ (تفسير البيضاوی، تحت الآية)

حرفِ آخر: اذیّت رسانی... دونوں جہان کی پشیمانی

اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک "حِلم" بھی ہے۔ باری تعالیٰ مجرموں کو فوری سزا نہیں دیتا، ورنہ دُنیا کب کی تباہ ہو چکی ہوتی۔ وہ مہلت دیتا ہے، باز آنے اور توبہ کرنے کا موقع عطا فرماتا ہے... اگر انسان توفیقِ الٰہی سے پلٹ آئے تو گزشتہ جرائم کو بھی بخش دیتا ہے، لیکن معاذ اللہ! کوئی بدنصیب مہلت سے مزید بے باک ہو جائے تو اُس کی بہت سخت گرفت فرماتا ہے۔

ویسے تو جزا و سزا آخرت میں ہو گی... دُنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزا ہے، مگر کچھ کاموں پر باری تعالیٰ اتنا سخت ناراض ہوتا ہے کہ اُن کی سزا آخرت کے ساتھ ساتھ دُنیا میں بھی مل جاتی ہے، جیسے والدین کی نافرمانی اور مخلوقِ خدا پر ظلم کرنا۔ مسلمانوں کو بے جا اذیّت پہنچانا بھی اُنہی جرائم میں سے ہے جن کی سزا بہت جلد ملتی ہے۔

سیدنا ابو صِرمہ مالک اَنصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ ضَارَّ ضَارَّ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ شَاقَّ[1] شَقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔ یعنی "جو بے جا (مالی یا بدنی، دُنیاوی یا اُخروی) نقصان پہنچائے اللہ تعالیٰ اُسے (بطورِ سزا) نقصان میں مبتلا فرمائے گا اور جو ناحق اذیّت دے / مخالفت کرے اللہ تعالیٰ اُسے اِس کی سزا دے گا۔" (جامع ترمذی، حدیث: 1940۔ سنن ابو داؤد، حدیث: 3635)

ہمیں چاہیے کہ ربّ تعالیٰ کی رضا کے لیے دوسروں کو تکلیف پہنچانے سے باز رہیں... لیکن اگر کوئی شخص مفاد پرست ہو اور ہر کام میں اپنا نفع ہی ڈھونڈتا ہو تو اُس کا اپنا فائدہ بھی اِسی میں ہے کہ دوسروں کو اذیّت نہ دے؛ کیونکہ دوسرے مسلمانوں کو بے جا دُکھ دینے پر دُنیا و آخرت میں سزا کی وعیدیں ارشاد فرمائی گئی ہیں۔

کامل مسلمان ذریعۂ اذیّت و زحمت نہیں بنتا، بلکہ سببِ راحت و رحمت ہوتا ہے... اُس سے شر کا خدشہ نہیں ہوتا، بلکہ خیر کی توقّع ہوتی ہے۔ سلطانِ اسلام سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ ربّ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے اُمّت کو بے پناہ نفع عطا فرمایا۔ لاکھوں افراد نے آپ کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا اور آپ کی امارت میں اسلامی سلطنت کی حُدود خوب وسیع ہوئیں۔

آخری تین خطباتِ جمعہ میں مسلمانوں کو اذیّت پہنچانے کی حُرمت سے متعلق کچھ باتوں کا تذکرہ ہوا، خلاصہ یہ ہے کہ:

- اپنے وقت کا بھی صحیح استعمال کرنا چاہیے اور دوسروں کا وقت ضائع کر کے اُنھیں بھی پریشان نہیں کرنا چاہیے۔
- خیر و بھلائی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے، لیکن اِس کے ساتھ ساتھ یہ اہتمام بھی ضروری ہے کہ کسی مسلمان کو بے جا تکلیف نہ پہنچے؛ لہٰذا صدقہ و خیرات کرنے میں... دینی محافل کے انعقاد میں... حج و عمرہ کی سعادت میں... اور عیادت و مساجد کی حاضری میں... کسی بھی طرح سے دوسروں کو رَنج نہیں دینا چاہیے۔

---

[1] وَالْمَشَقَّةُ: إِيصَالُ أَذِيَّةٍ إِلٰى بَدَنِهٖ بِتَكْلِيفِهٖ عَمَلًا شَاقًّا... أَوْ مِنَ الشِّقَاقِ بِمَعْنَى النِّزَاعِ۔ (لمعات التنقیح)

❖ جس طرح زندہ مسلمان کو تکلیف دینا حرام ہے، یوں ہی وفات یافتہ مسلمان کو اذیّت دینا بھی سخت جُرم ہے۔

❖ ارشادِ نبوی کے مطابق بہترین شخص وہ ہے جو دوسرے کے حق کی ادائیگی بھی اچھے طریقے سے کرے اور اپنے حق کا مطالبہ بھی عمدہ انداز سے کرے؛ لہٰذا ہمیں لین دین میں اذیّت پہنچانے سے مکمل اجتناب کرنا چاہیے... دوسروں کو اُن کا حق پورا دیں، وعدے کی پاس داری کریں، مجبور کو مہلت دیں اور دوسرے کے سودے پر سودا نہ کریں۔

❖ ہماری زبان سے ہمیشہ اچھی بات نکلنی چاہیے، بعض اوقات ایک بُری بات بھی انسان کو لے ڈوبتی ہے۔ دوسرے شخص کی بات کاٹنا... پریشان کُن انداز میں سرگوشی کرنا.. گالیاں دینا... مذاق اُڑانا... طعنے دینا... بُرے نام رکھنا... توبہ کے بعد گناہ پر عار دلانا... مسلمان کی مصیبت پر ہنسنا... دل آزاری کی یہ سب صورتیں بظاہر معمولی ہیں، مگر بارگاہِ ربّ العزّت میں بہت بڑی ہیں۔

❖ سیدنا امیر معاویہ سمیت صحابہ یا اہلِ بیت علیہم الرضوان میں سے کسی سے متعلق بدزبانی کرنا دُنیا و آخرت میں تباہی کا ذریعہ ہے۔

❖ تکلیف دینے کی عادت چھڑانے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی قدرت کا شعور بیدار کرے کہ مَیں ہر وقت مکمّل طور پر اپنے مالک کے تصرّف میں ہوں۔ ربّ تعالیٰ جب چاہے، جیسے چاہے میری حالت کو تبدیل فرما سکتا ہے۔ اگر یہ کیفیت پختہ ہو گئی تو مسلمان کا دل دکھانے یا کسی بھی گناہ کا خیال آنے پر انسان ربِّ کریم کی قُدرت کا تصوّر کر کے جُرم سے باز رہے گا۔

اِس وقت بدترین اذیّت میں مبتلا غزہ کے مظلوم مسلمانوں سے متعلق یہ خبر خوش کُن ہے کہ اسرائیلی درندوں اور مجاہدینِ حماس کے درمیان جنگ بندی کا معاہدہ طے پا گیا ہے۔ 15 ماہ سے جاری حملوں میں اسرائیل نے ظلم کی کوئی صورت نہیں چھوڑی، مگر مجاہدین کو سلام ہے کہ طاقت کے گھمنڈ میں مبتلا اسرائیلی اُنھیں جھکا نہیں سکے، بلکہ اُنھیں تسلیم کرتے ہوئے اُن کے ساتھ معاہدہ طے کیا ہے۔

اگر اِس پہلو سے غور کیا جائے کہ مسلم حکمرانوں نے اسرائیلی درندوں کے ہاتھوں پہنچنے والی اذیّت سے غزہ کے مسلمانوں کو بچانے کی خاطر کیا کچھ کیا تو سر شرم سے جُھک جاتا ہے، بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مسلم اُمّہ بھی اُن کی اذیّت رسانی میں کسی حد تک شریک رہی ہے اور سوائے رسمی قراردادوں کے کچھ نہیں کیا گیا۔

شرعی مسئلہ: 22 رجب المرجّب کو مسلمان سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ایصالِ ثواب کے لیے نیاز پکاتے اور تقسیم کرتے ہیں۔ اِسے رجب کے کونڈے بھی کہا جاتا ہے۔ یہ باعث خیر و برکت ہے، تاہم چند باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

1) امام جعفر صادق کا یومِ وصال 15 شوّال یا 15 رجب ہے، جب کہ ایک روایت کے مطابق 22 رجب سیدنا امیر معاویہ کا یوم وصال ہے؛ لہٰذا امام جعفر صادق کے ساتھ ساتھ سیدنا امیر معاویہ اور دیگر صحابہ و اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کو بھی ایصالِ ثواب کرنا چاہیے۔

2) اس موقع پر یہ نہ سمجھا جائے کہ خاص برتن ضروری ہیں یا کونڈے گھر کے اندر رکھنا ہی ضروری ہے۔ کچھ بھی پکایا جا سکتا ہے، کسی بھی برتن میں رکھا جا سکتا ہے، کہیں بھی لے جایا جا سکتا ہے اور ہر مسلمان کھا سکتا ہے۔

3) اس موقع پر بعض لوگ "دس بیبیوں کی کہانی" یا "بی بی فاطمہ کا معجزہ" وغیرہ پڑھتے ہیں۔ یہ سب جھوٹ ہے اور بدمذہبوں کی اختراع ہے۔ اِن کے بجائے قرآن کریم اور دُرود پاک وغیرہ کی تلاوت کی جائے۔

اللہ تعالیٰ مولَی المسلمین حیدرِ کرّار سیدنا علیِ مرتضٰی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہٗ اور سلطانِ اسلام سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدقے میں ہماری مغفرت فرمائے اور رجب المرجّب کی زیادہ سے زیادہ برکتیں سمیٹنے کی توفیق سے نوازے!

ربِّ لم یزل ہمارے اندر ایذائے مسلم کی حُرمت کا شعور بیدار فرمائے اور ہمیں دوسرے مسلمانوں کو اذیّت دینے کے بجائے راحت پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے!

خالقِ کائنات تمام اُمّتِ مسلمہ سے مصائب وآلام دُور فرمائے، مظلوموں کی غیبی تائید ونصرت فرمائے، خصوصًا اہلِ غزہ کو اِعانت سے نوازے، جنگ کے معاہدے کو خداوندِ قدّوس اسلام کی سربلندی اور اہلِ غزّہ کے لیے خیر وبھلائی کا ذریعہ بنائے!

مالکِ کریم پاکستان کو ہر طرح کے مصائب سے محفوظ رکھے اور حکمرانوں کو دین کا خیر خواہ اور عوام کا خدمت گزار بنائے!

آمین بجاہ النبیِّ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!